جناب احمد خان صاحب ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی
اسلام آباد

اسلامی کتب خانہ
اور
ابن سینا

قائد اعظم یونیورسٹی میں ۲۰ مئی ۱۹۸۳ء کو ابن سینا کی ہزار سالہ برسی منائی گئی ۔ اس موقعہ پر یونیورسٹی کے مرکز برائے مطالعہ تہذیب و تمدن وسط ایشیا نے ایک سیمینار منعقد کیا جس میں پاکستان بھر کے کچھ علماء و فضلاء نے دو نشستوں میں اپنے پر مغز مقالات پڑھے ۔ ان حضرات کے سامنے یہ مختصر مقالہ پیش کیا گیا ۔ قارئین الحق کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ۔

اپنی مختصر سی سوانح حیات میں ابن سینا (۳۷۰ - ۴۲۸ھ) نے اپنے متعلق دیگر معلومات کے ساتھ اسلامی کتب خانے کے بارے میں بہت مختصر مگر جامع اور واضح معلومات بہم پہنچائی ہیں ۔ اگرچہ یہ امر ابن سینا کے بارے میں یا اس کی تحریرات کے ضمن میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا تاہم اس تحریر سے اسلامی کتب خانہ ، اس کا نظام کار ، خدمات ، اس کی عمارت اور کارکنان کے بارے میں اتنی روشنی پڑتی ہے کہ اس کی مدد سے اس میدان میں قلت مواد کے باوصف ، اس عہد میں کتب خانے کے کردار اور ارتقاء سے متعلق ہم جامع تصویر بنا سکتے ہیں ۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ اسلامی کتب خانے کی کارکردگی ، معاشرے میں اس کا مقام اور کردار کے بارے میں ابتدائی مسلمانوں نے کچھ لکھا ہی نہیں ۔ ضمنی طور پر جو معلومات دستیاب ہیں وہ پوری طرح واضح نہیں ۔ اور نہ ہی مکمل ۔ انہی معلومات میں چوتھی صدی کی یہ تحریر اہم اور ایک خاص اہمیت کی حامل ہے ۔

ابن سینا نے علمی ترقی ، کتب سازی (BOOK . PRODUCTION) اور کتب خانے کے حصول میں جو معلومات ہمیں بہم پہنچائی ہیں وہ بھی اس ضمن میں خاصی اہم ہیں ۔ ان کی یہ خبر کہ کتابوں کے بازار سے گذرتے ہوئے ایک دلال نے الفارابی کی کتاب مابعد الطبیعہ ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں سستے داموں دے دوں گا ۔ اس امر کی دلیل ہے کہ کتابیں اس کثرت سے بازاروں میں دستیاب تھیں کہ لوگ اچھی اچھی کتابوں کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے ۔ ساتھ ہی

امر بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ دلال قدر دانوں سے نہ صرف واقف تھے بلکہ انہیں ہر قیمت پر کتابیں دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ یہ حالت تو عوام الناس کی تھی جب کہ ان کے مقابلے میں شاہان وقت کی یہ حالت تھی کہ چھوٹا بڑا ہر مصنف اپنی تالیف کا نسخہ اپنے بادشاہ تک پہنچانے میں نہ صرف فخر محسوس کرتا بلکہ ان تک رسائی کا بہت اچھا ذریعہ بھی ہوتا تھا۔ جب کہ بادشاہ ضرورت ہی نہیں فیشن کے طور پر بھی معاصر اور سابقہ مولفین کی کتابیں اچھے اچھے کاتبوں سے نقل کرواتے اور اچھے طریقہ سے خوبصورت جلدیں بندھوا کر اپنے اپنے کتب خانوں کی زینت بنتے تھے۔

آل سامان (حکومت ۲۶۹ھ تا ۳۸۹ھ) کا شاہی کتب خانہ اس معاملے میں ایک نادر اور بے حد قیمتی بات کی نشان دہی کرتا ہے۔ ان کے کتب خانے میں ایسی اور نادر کتابیں تھیں جن کا نام ابن سینا نے پہلے سُنا تک تھا اور نہ بعد میں سنا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس خاندان کے حکمران صاحب علم ہونے کے علاوہ صاحب ذوق بھی تھے جنہوں ایسی نادر اور عجوبہ روزگار کتب بطور ہدیہ پیش کی جاتی رہیں یا وہ جمع کرتے رہے جن کا وجود قرب وجوار میں مشکل سے ملتا ہے اس خاندان کے افراد بہت اچھے پڑھے لکھے ہونے کے علاوہ علمی میدان میں ارفع و اعلیٰ درجات پر فائز ہوں بلکہ انہوں نے علمی توشی اور علمی قدردانی میں بے حد کمال حاصل کر رکھا ہو۔ وی۔ ایف بشنر (V. F. BICHNER) نے دائرہ معارف اسلامیہ میں اس خاندان سے متعلق آرٹیکل کو ختم کرتے ہوئے بہت مناسب اور با ترجیح الفاظ میں

> اب سامانیوں کی سیاسی تاریخ سے زیادہ اہم ان کی حکومت کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو دیگر ایشیائی سلطنتوں سے بہت ملتا ہے اور جس کا ہم اس جگہ مختصر طور پر ذکر کر سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ اس خاندان کی سرپرستی میں صرف علوم ہی نے ترقی نہیں کی۔ بلکہ ......

لہٰذا علوم کی ترقی میں سامانیوں کا کردار ان کی قدردانی اور سرپرستی تو اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ اس ترقی کے نتیجے میں کئی کتب خانوں کا وجود ایک [illegible] بات تھی۔ بادشاہوں کے علاوہ بڑے بڑے علما اپنے کتب خانے قائم کئے ہوئے تھے۔ ابن سینا کا [illegible] تھے جب وہ سولہ برس کی عمر میں شاہی کتب خانے میں داخل ہوئے۔

ان قیمتی معلومات سے جو ابن سینا نے ہمیں اس وقت کے ایک کتب خانے کے بارے میں مہیا کی ہیں ہم ایک ایسی تصویر بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں جو اس دور کے کتب خانے پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔

ابن سینا بتاتے ہیں کہ میری خدمات کے صلے میں مجھے شاہی کتب خانے میں داخل ہونے کی اجازت ملی تو میں نے دیکھا

> فدخلت دارا ذات بیوت کثیرہ - فی کل بیت صنادیق کتب منضدۃ بعضہا علی بعض فی بیت

منہا کتب العربیہ والشعر، فی آخر الفقہ، وکذالک فی کل بیت کتب علم مفرد۔ فطالعت کتب الاوائل و طلبت ما احتجت الیہ منہا و رأیت من الکتب ما لم یقع اسمہ الی کثیر من الناس، وما کنت رأیتہ من قبل ولا رأیتہ من بعد (القفطی تاریخ الحکماء لیبسک ۱۳۲۰ھ ص ۴۱۶)

اس مختصر سے بیان میں ابن سینا نے بتایا کہ سامانی خاندان کا یہ کتب خانہ کئی کمروں پر مشتمل تھا اور ہر کمرے میں ایک ہی علم کی کتب رکھی ہوئی تھیں۔ شاہی کتب خانے میں بڑی عمارت نہ ملنے کی وجہ سے الگ الگ کمروں میں کتب رکھنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تاہم الگ الگ کمروں میں ہر ایک علم کو الگ رکھنے کی خاص وجوہات ہیں اور وہ یہ ہو سکتی ہیں کہ ہر علم کی کتب اس قدر تعداد میں تھیں جنہیں الگ الگ بڑے بڑے کمروں میں رکھا جا سکتا تھا۔ نیز ان سے اس علم کے طالبان بھی استفادہ کر سکتے تھے کہ ہر علم الگ الگ ہو۔ علوم کے ان کمروں کی تعداد کے بارے میں ابن سینا نے کچھ نہیں بتایا مگر "فی کل کتب علم مفرد" سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک معلوم علوم میں جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے یہ کتابیں وہاں رکھی تھیں اس سے ہم اس کتب خانے کی وسعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ہر علم میں منقسم یہ کتابیں یونہی بے ہنگم طور پر نہیں رکھ دی گئی تھیں بلکہ ان کی علم وار فہرست بنی ہوئی تھی جن سے ابن سینا نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ کتب الاوائل (یونانی فلسفہ) کی فہرست کا باقاعدہ ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ان کتابوں کے سٹور کرنے کا بھی بہت بہتر طریقہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن سینا ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ فطالعت فہرست کتاب الاوائل وطلبت ما احتجت الیہ۔ اور فقرات تلک الکتب وظفرت بفوائدہا کا اشارہ اس ذخیرے کے سٹوریج اور ریٹریول سسٹم کی اچھائی کی طرف اشارہ ہے۔

کتب خانے میں کتابیں رکھنے کے انداز کو ابن سینا نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فی کل بیت صنادیق کتب منضدۃ بعضہا علی بعض۔ ہر کمرے میں کتابیں صندوقوں میں حفاظت یا بطور انداز خاص رکھی ہوئی تھیں۔ کتب خانے کی عمارت کتابیں رکھنے کا انداز ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے سے اس شاہی کتب خانے کی یہی تصویر قائم کر سکتے ہیں کہ اس عہد میں کتب خانے کی بہتر سے بہتر اور عمدہ شکل یونہی قائم تھی انہی باتوں کی بدولت اس کتب خانے کو ابن خلکان نے عدیمۃ المثال کہا ہے۔

اس کتب خانے کی خدمات کے بارے میں ان قلیل معلومات کے ہوتے ہوئے کچھ کہنا حدس وقیاس ہی ہوگا۔ ہاں البتہ اس میں ابن سینا کے داخلے اور مطالعہ کتب کی اجازت طلبی سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتب خانہ ہر کہہ و مہہ کے لئے نہیں کھلتا تھا بلکہ ایک خاص سطح کے علماء اور مقربان شاہ ہی اس سے استفادہ کر پاتے تھے۔

یہ تمام معلومات درحقیقت ابن سینا کا اسلامی کتب خانے کی ہیئت، بناوٹ، عمارت، کارکردگی اور وسعت کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے سے متعلق ایک قیمتی نوٹ ہے جو بالواسطہ طور پر ہے تو سامانی شاہی کتب خانے سے متعلق مگر بلاواسطہ طور پر ایک وسیع تناظر میں اسلامی کتب خانے کی اس ارتقائی مراحل کی ایک عمدہ کڑی کی نشان دہی کر رہا ہے۔